Tauseeq, Volume. 6, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v6i1.6

Received: 20-06-2025
Accepted: 27-06-2025
Published: 30-06-2025

اردو افسانہ "آپا" کا ردِ تشکیلی مطالعہ

A Deconstructive Study of the Urdu Short Story "Aapa"

ڈاکٹر غلام فریدہ *

Abstract:

Mumtaz Mufti is one of the most celebrated writers in Urdu literature, He is known for his unique storytelling style, introspective themes, and deep understanding of human psychology. His short stories often explore complex human emotions and social issues in a poignant and thought-provoking manner. His story Aapa is a legend in the history of Urdu fiction. Character of Aapa is a symbol of selflessness, sacrifice, and quiet endurance. Despite her own suppressed desires and unfulfilled dreams, she works tirelessly to ensure the happiness of others. Through Aapa's character, Mumtaz Mufti critiques societal norms that place undue burdens on women, particularly elder sisters, expecting them to sacrifice their own happiness for the sake of their families. However, there are many technical gaps in the story. In this paper, a deconstructive study of the text will be done, which will reveal all the gaps and gray areas.

Keywords: Mumtaz Mufti, psychology, Aapa, short story, deconstruction

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

ممتاز مفتی اردو ادب میں ناول نگار، افسانہ نگار اور خاکہ نگار کی حیثیت سے نمایاں مقام کے حامل ہیں۔ بحیثیت افسانہ نگار وہ انسانی فطرت کی پیچیدگیوں، بدلتی ہوئی سماجی اقدار، روحانیت اور تصوف کے عناصر کو موضوعِ بحث بناتے ہیں۔ ان کی کہانیاں کرداروں کی نفسیاتی اور جذباتی گہرائی کا احاطہ کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اکثر کردار انسانی زندگی کی معنویت اور اپنے وجود سے متعلق سوال کرتے نظر آتے ہیں۔ ممتاز مفتی کی افسانوی فکر سگمنڈ فرائیڈ، ایڈلر اور ژونگ کے نفسیاتی نظریات سے بہت متاثر ہے۔ اسی لیے ان کو نفسیاتی ادب کا پیش رو کہا جاسکتا ہے۔

"جنس اور نفسیات دراصل یہی دو موضوع مفتی کے موضوع ہیں" 1۔

وہ چونکہ اسی معاشرے کے پروردہ ہیں اس لیے انھیں اس بات کا ادراک ہے کہ یہ معاشرہ عورت کے جذباتی استحصال کا ذمہ دار ہے۔ پدر سری سماجی قوانین ایسی عورت کی تعریف کرتے ہیں جو اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ دے، گھریلو کاموں میں سگھڑ ہو اور اس کا جدید اور خود مختار رجحانات سے دور دور تک کوئی واسطہ نہ ہو۔ تاہم اسی سماج کا مرد محبوبہ کے طور پر ایک ایسی عورت کی خواہش رکھتا ہے جو شوخ اور چنچل ہو اور اپنے جذبات کا اظہار کرنے کی قدرت رکھتی ہو۔ ممتاز مفتی کا افسانہ ''آپا'' اسی نکتے پر محیط ہے۔

آپا ایک ایسے کردار کے طور پر سامنے آتی ہے جسے اپنے جذبات کو پوشیدہ رکھنے میں قدرت حاصل ہے۔ وہ خاموشی سے گھر کے سب لوگوں کی خدمت کرتی ہے اور اپنی داخلی دنیا میں منہمک رہتی ہے۔ تاہم ان کے گھر پھپھوزاد (تصدق بھائی) کے آنے سے اس کے دبے ہوئے جذبات بھی جاگ جاتے ہیں۔ وہ ان کی پسند کے کھانے بناتی ہے اور ان کے مزاج کے مطابق معمولاتِ زندگی کو ترتیب دینے لگتی ہے۔ اسی دوران ان کے گھر ان کی خالہ زاد ساجدہ باجی امتحانات کے سلسلے میں آتی ہے۔ ساجدہ بہت شوخ اور زندگی سے بھرپور کردار ہے۔ وہ اپنے جذبات کا اظہار کھلے عام کرتی ہے۔ اس کی شوخیوں اور شرارتوں سے متاثر ہو کر تصدق بھائی اس سے شادی کر لیتے ہیں۔ اس واقعے سے آپا کے جذبات بہت مجروح ہوتے ہیں۔ بعد ازاں متن سے معلوم ہوتا ہے کہ تصدق بھائی اور ساجدہ کے مابین تعلقات کشیدہ ہیں اس لیے تصدق بھائی اپنے اس فیصلے پر پشیمان ہیں۔

افسانے کا عنوان "آپا" اس کے مرکزی کردار کے نام پر ہے۔ آپا کا صلی نام سجادہ ہے تاہم افسانے کی راوی چونکہ آپا کی چھوٹی بہن ہے، اس لیے وہ اس سے اپنے رشتے کی مناسبت سے آپا کا لفظ استعمال کرتی ہے۔ آپا ایک درمیانی عمر کی لڑکی ہے جس کے گرد ساری کہانی گھومتی ہے۔ اس کی عمر کا درست تعین نہیں ہو سکتا لیکن متن سے پتا چلتا ہے کہ وہ میٹرک کر چکی ہے۔ اس کے ماں، باپ اور چھوٹی بہن کے مکالموں

سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سماجی قوانین کے مطابق اس کی شادی کی عمر ہو چکی ہے۔آپا گھر کے کام کاج کے سلسلے میں مرکزی شخصیت ہے۔گھر کے سارے کام، کھانا پکانا، چھوٹے بہن بھائیوں کا خیال رکھنا حتیٰ کہ دھوبی کو کپڑے دینے تک کی ذمہ داری اس نے سنبھالی ہوئی ہے۔

> "آپا کا موضوع ایک خاموش طبع اور شرمیلی مشرقی لڑکی سجادہ کی جذباتی کیفیات کا بیان ہے، جو بظاہر گم سم اور مدھم دکھائی دیتی ہے۔چولہے کی راکھ کریدتی، برتن مانجھتی، گھر بھر کی خدمت میں مصروف ،اپنے پھوپھی زاد ، تصدق کے لیے محبت کے گہرے مگر خاموش جذبوں سے معمور۔۔۔ساجدہ باجی کے آتے ہی ایک دم پس منظر میں چلی جاتی ہے۔"2

کہانی کا آغاز راوی کے بیانیے سے ہوتا ہے۔پہلے پیراگراف میں ہی اس بات کا اظہار ہو جاتا ہے کہ آپا کی شادی موضوعِ بحث ہے۔کرداروں کا تعارف بھی ابتدائی چند سطور میں ہو جاتا ہے۔مرکزی کردار آپا ہے۔ متکلم کرداروں میں چھوٹی بہن نور جہاں، بھائی بدو، اماں، ابا، پھوپھو کا بیٹا تصدق بھائی، خالہ کی بیٹی ساجدہ عرف سجو باجی شامل ہیں۔دیگر ضمنی کرداروں میں ثریا، ساحرہ اور پھوپھو شامل ہیں۔

کہانی کا بنیادی موضوع انسانی جذبات کا اظہار ہے۔ایک صحت مند انسان موقع و محل کی مناسبت سے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔بنیادی انسانی جذبات خوشی، غم، حیرت، غصہ، خوف اور نفرت ہیں۔ متن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپا ان جذبات کا اظہار کھل کر نہیں کرتی۔

> "میں نے آپا کو کبھی قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں سنا تھا۔زیادہ سے زیادہ وہ مسکرا دیا کرتی تھی اور بس۔"3

تاہم اس کی آنکھیں ہر وقت نم رہتی ہیں جس سے اُس کے غم کا اظہار ہوتا ہے۔اس کے غم کی وجہ کسی چیز کا کھو جانا نہیں بلکہ یہ اس کی اڈ کی خواہشات کی عدم تکمیل ہے جو اسے اداس رکھتی ہے۔

نفسیاتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو انسانی نفسیات اڈ، ایگو اور سپر ایگو کی تکون کے درمیان معلق رہتی ہے۔اڈ بنیادی انسانی جبلت ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ گونگی اور بہری ہے۔اس لیے وہ اپنی تسکین کے لیے کوئی بھی راستہ اختیار کر سکتی ہے۔ سپر ایگو سماج اور خواہشات کی تکمیل کے درمیان رکاوٹیں کھڑی کرتی ہے۔ جبکہ ایگو انسان کی جبلی خواہشات اور خارجی دنیا کے تقاضوں کے درمیان توازن پیدا کرتی ہے۔وہ کسی بھی صورت حال کا ممکنہ حل بتاتی ہے۔یہ ہو سکتا ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ متن سے اس کی ایگو کا اظہار ہوتا ہے، مثلاً وہ فروٹ سلاد بنانے کی مشق کرتی ہے، اسی طرح وہ کتاب خرید کر اسے پڑھنے کی کوشش کرتی ہے۔تاہم اس کی سپر ایگو درمیان میں رکاوٹ بن جاتی ہے اس

لیے وہ سلاداور کتاب دونوں کو چھپا کرر کھتی ہے۔ کہانی میں اڈ، ایگواور سپر ایگو کی تکون برابر نہیں ہے، سپر ایگو طاقت ور ہے اس لیے آپا جذباتی ہیجان کا شکار نظر آتی ہے۔ متن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان تینوں کرداروں کا اصل مسلہ اڈ کی خواہشات کی تکمیل ہے، ان کو محبت نہیں ہے۔ ساجدہ اور تصدق بھائی کے درمیان بھی صرف جنسِ مخالف کی کشش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اڈ کی ضرورت پوری ہونے کے بعد وہ دونوں اپنے فیصلے پر پشیمان ہیں۔ انھیں یہ محسوس ہو جاتا ہے کہ انھوں نے یہ فیصلہ جذبات اور جلد بازی میں کیا ہے اسی لیے متن میں ساجدہ کی ذہنی کیفیات کے اظہار کے لیے بجلی کے جلنے بجھنے کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ان کے درمیان کوئی ذہنی ہم آہنگی نہیں ہے۔ متن سے ہمیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ پہلے ایک دوسرے کو جانتے بھی تھے کہ نہیں۔ البتہ آپا اور تصدق بھائی کے حوالے سے متن بتاتا ہے کہ وہ دونوں بچپن سے ایک دوسرے کو جانتے تھے اور تصدق بھائی آپا کو پیار سے "سجدے" کہا کرتے تھے۔

بظاہر آپا کے کردار میں جو سپر ایگو ہے وہ سوسائٹی کی پیدا کی ہوئی نہیں لگتی۔ تاہم اس کی عدم اظہاریت کے پیچھے کوئی نہ کوئی محرک تو لازمی موجود ہے؟ یہ محرکات معاشی بھی ہو سکتے ہیں، مذہبی، ثقافتی، سماجی اور نفسیاتی بھی۔ تاہم آپا کے کردار میں نہ تو معاش وجہ ہے، نہ مذہبی بیریئر اتنا طاقت ور نظر آتا ہے۔ کیونکہ معاشی طور پر یہ ایک اچھا کھاتا پیتا گھرانہ ہے جن کی تمام بنیادی ضروریات بخوبی پوری ہو رہی ہیں۔ مذہبی حوالے سے دیکھا جائے تو اس گھرانے کا ماحول بالکل معتدل ہے، ایسی کٹر مذہبی فضا سامنے نہیں آتی جس سے مذہبی شدت پسندی کے رویے کا اظہار ہوتا ہو۔ ثقافتی حد بندیاں بھی اتنی سخت نہیں ہیں جن کی وجہ سے وہ خوف کا شکار ہو جائے۔ سماجی تناظر میں بھی متن اس کردار کی ظاہری ساخت یا حلیے کے حوالے سے کوئی ایسی بات نہیں بتاتا جس سے یہ پتا چل سکتا کہ اسے رنگت یا قد کی وجہ سے قبول نہیں کیا جارہا۔ ان سب پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اس افسانے میں نفسیاتی حوالے سے ایک بڑا گیپ سامنے آتا ہے۔ اس کردار کے رویے سے جس خوف کا اظہار ہو رہا ہے اس کی وجہ اختتام تک سامنے نہیں آسکی۔ کیونکہ آپا جس جذباتی سانحے سے دوچار ہوتی ہے وہ تو کہانی کے اختتام پہ رونما ہوتا ہے، لیکن یہ کردار افسانے کے شروع سے ہی مسلسل ایک خوف اور کرب سے دوچار ہے۔

متن شروع سے ہی آپا کی شادی کے معاملے کو ڈسکس کر رہا ہے۔ ہر بات گھوم پھر کر اسی موضوع پر آجاتی ہے۔ پہلا مکالمہ ہی "بیاہ" کی بات سے شروع ہوتا ہے۔ افسانے کے باقی سب کرداروں کا رویہ بھی اس حوالے سے خوش کن ہے۔ اسی طرح افسانے کا اختتام بھی شادی کے معاملے پر ہی ہوتا ہے تاہم اختتام پر کرداروں کے تاثرات المیہ کیفیات کی عکاسی کر رہے ہیں۔ بظاہر تو افسانے کی فضا بہت خوشگوار ہے لیکن مجموعی طور پر معاشرے کے اصول و ضوابط عورتوں کے لیے بہت سخت ہیں۔ آپا کا کردار ان معاشرتی اصولوں کو نبھا رہا ہے تاہم وہ قاعدے

اتنے سخت ہیں کہ انھوں نے اس کی شخصیت کو مسخ کر دیا ہے۔اس لیے اندر ہی اندر وہ اپنے جذبات کی بھٹی میں جل کر کوئلے سے راکھ بنتی جا رہی ہے۔یہ دراصل ہماری سماجی روایات پر طنز ہے۔

ممتاز مفتی نے آپا کو ایک ایسا سٹیریو ٹائپ کردار بنا دیا ہے، جسے اچھائی کا نمونہ بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ متن میں مصنف کی مداخلت اور مثالیت پسندی کی وجہ سے یہ کردار غیر فعال صورت اختیار کر جاتا ہے۔ممتاز مفتی کا تعلق جس دبستانِ مصنفین سے ہے وہ جداگانہ ادبی اخلاقیات کی شہرت کا حامل ہے۔دوسرا اس دبستان کے لکھنے والوں کے ہاں دنیا سے بے رغبتی کا پہلو بھی نمایاں ہے،تاہم فکشن کے کرداروں کا تعلق چونکہ حقیقی دنیا سے ہوتا ہے،اس لیے یہ کردار اگر اپنے حالات سے لڑنے اور انھیں بدلنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں تو مجہول کردار بن جاتے ہیں۔فکشن کے مرکزی کردار کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ فطری اصولوں کے مطابق ارتقا پذیر ہوتا دکھائی دے۔تاہم اس کہانی کی مرکزی کردار کی بجائے اس کی راوی میں یہ خوبیاں موجود ہیں۔بطور راوی وہ بڑا ہی باشعور کردار ہے۔تاہم اس کردار کا یہ سقم ہے کہ وہ مرکزی کردار کی بہن ہوتے ہوئے بھی اس کے ساتھ ہونے والی ناانصافی پر مزاحمت نہیں کرتی۔نہ والدین کے سامنے آپا کی وکالت کرتی ہے اور نہ ہی تصدق بھائی کے سامنے اس بات کا اظہار کرتی ہے۔

کہانی میں خاموش مزاحمت کا پہلو نمایاں ہے۔آپا کی داخلی اور خارجی زندگی کی مطابقت میں مزاحمت اور بغاوت نظر آتی ہے۔اس کی اندرونی زندگی خواہشات سے بھری ہوئی ہے۔سب سے بنیادی اڈ کی خواہش ہے۔وہ زندگی کے جس دور سے گزر رہی ہے وہ جذباتی حوالے سے اس کے تموج کا دور ہے۔اس کی لطیف کیفیات بھی ہیں، جن کا اظہار اس کے تنہائی کے لمحات میں ہوتا ہے۔

> "آپا اکثر چلتے چلتے ان کے دروازے پر ٹھہر جاتی اور ان کی باتیں سنتی رہتی اور پھر چولہے کے پاس بیٹھ کر آپ ہی آپ مسکراتی۔اس کے سر سے دوپٹہ سرک جاتا۔ بالوں کی لٹ پھسل کر گال پر آ گرتی اور وہ بھیگی بھیگی آنکھیں چولہے میں ناچتے ہوئے شعلوں کی طرح ناچتیں۔آپا کے ہونٹ یوں ہلتے گویا گا رہی ہو مگر الفاظ ساتھ نہ دیتے ایسے میں اگر اماں یا ابا باورچی خانے میں آ جاتے تو ٹھٹھک کر یوں اپنا دوپٹہ بال اور آنکھیں سنبھالتی گویا کسی بے تکلف محفل میں کوئی بیگانہ آ گھسا ہو۔"4

یہ سب چیزیں اسے حظ دیتی ہیں۔ لیکن خارجی دنیا میں چونکہ وہ سب بہن بھائیوں میں بڑی ہے اور گھر میں اتھارٹی بھی ہے اس لیے اسے اپنی ان کیفیات کو چھپانا پڑتا ہے۔ متن سے بھائی بہنوں کی نفسیاتی حوالے سے مخاصمت بھی سامنے آتی ہے۔۔انسانی تاریخ میں، بہن بھائیوں کی مخاصمت کا یہ تصور مختلف ثقافتوں میں دیکھا گیا ہے۔اس تصور کی جڑیں قدیم اساطیری اور مذہبی متون سے ملتی ہیں۔مثال کے طور پر، قابیل اور ہابیل کی بائبل کی کہانی بھائیوں کی دشمنی کے المناک نتائج کو سامنے لاتی ہے۔ماہر نفسیات الفریڈ ایڈلر نے یہ نظریہ پیش کیا کہ دوسرے نمبر والے بچے میں مسابقت کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔وہ گردوپیش کے لوگوں کی نظروں میں بھی پسندیدہ بننے کی کوشش کرتا ہے۔اس کے سامنے بڑے بہن بھائی کا کردار موجود ہوتا ہے اس لیے وہ لاشعوری طور پر اُن سب غلطیوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جو بڑے بچے میں موجود ہوتی ہیں۔اس لیے دوسرا بچہ زیادہ خود مختار ہوتا ہے اور اُسے آس پاس کے ماحول سے تعاون کی ضرورت بھی کم ہوتی ہے۔اس افسانے کا متن بھی ہمیں یہی بتاتا ہے کہ نور جہاں جو کہ اس گھرانے کا دوسرا بچہ ہے اس میں مسابقت کا جذبہ بہت زیادہ ہے۔جونہی ابا آپا کی تعریف کرتے ہیں،اس کے رویے سے فوراً اس ناگواری کا اظہار ہوتا ہے۔

> "میں نے ابا کی بات سنی اور میرا دل کھولنے لگا، "بڑی آئی ہے۔ سجادہ جی ہاں! اپنی بیٹی جو ہوئی۔ "اس وقت میرا جی چاہتا تھا کہ جا کر باورچی خانے میں بیٹھی ہوئی آپا کا منہ چڑاؤں۔اسی بات پر میں نے دن بھر کھانا نہ کھایا اور دل ہی دل میں کھولتی رہی۔ابا جانتے ہی کیا ہیں۔بس حقہ لیا اور گڑ گڑ کر لیا یا زیادہ سے زیادہ کتاب کھول کر بیٹھ گیے اور گٹ مٹ گٹ مٹ کرنے لگے جیسے کوئی بھٹیاری مکئ کے دانے بھون رہی ہو۔"5

آپا چونکہ ایک روایتی کردار ہے اس لیے وہ گرہستی میں ماہر ہے۔وہ کالج بھی اسی لیے نہیں جاتی کیونکہ وہ گھر میں خود کو محفوظ سمجھتی ہے۔آئندہ کے لیے بھی وہ یہی چاہتی ہے کہ گھر بسا لے،اس بات کا اظہار تو نہیں کرتی لیکن وہ تصدق بھائی کا انتخاب کر چکی ہے۔ متن سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ وہ کم گو ہے۔پوری کہانی میں اس کے صرف چار انتہائی مختصر مکالمے سامنے آتے ہیں۔

"اونہہ" "پگلی" "میں کیا جانوں" اور "بدورونا" ۔ان مکالموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپا کا مزاج سادیت سے زیادہ مساکیت پسندانہ ہے۔نفسیاتی اعتبار سے ایسا شخص خوف اور چڑچڑے پن کا بے جا اظہار کرتا ہے۔اس کا داخلی خوف اسے مزاحمت سے روکتا ہے اس لیے وہ خاموش ہو جاتا ہے۔آپا بھی گردوپیش کے لوگوں کی حرکات کو خاموشی سے برداشت کرتی ہے اور کسی قسم کے ردِ عمل کا اظہار نہیں

کرتی۔یہی بات اس کے ابا کہتے ہیں" ابا کہنے لگے،"افوہ! میرا تو مطلب ہے کہ جہاں لڑکی جوان ہوئی برتن بجنے لگے۔بازار کے اس موڑ تک خبر ہو جاتی ہے کہ فلاں گھر میں لڑکی جوان ہو چکی ہے۔مگر دیکھو ناہماری سجادہ میں یہ بات نہیں"۔6

کہانی کے اختتام تک پہنچتے پہنچتے اس کی یہ خاموش مزاحمت مزید بڑھ جاتی ہے۔

"آپا چپ چاپ بیٹھی چولھے میں راکھ سے دبی ہوئی چنگاریوں کو کرید رہی تھی"۔7

نور جہاں جو کہ افسانے کی راوی ہے اس کا کردار بھی نفسیاتی حوالے سے بہت دلچسپ ہے۔گھر کا دوسرا بچہ ہونے کی وجہ سے اس کی شخصیت میں فطری طور پر مقابلے بازی اور خود کو منوانے کی صلاحیت موجود ہے۔راوی کے طور پر دیکھا جائے تو اسے اپنی آپا سے ہمدردی ہے اور وہ اس کے جذباتی ہیجان پر پریشان بھی ہے۔تاہم جب ہم اسے چھوٹی بہن کے کردار میں دیکھتے ہیں تو متن میں جا بجا اس کی مخاصمت کا اظہار ہوتا ہے۔اس کے ابا جب سجادہ کی تعریف کرتے ہیں تو وہ اس پر مزاحمت کرتی ہے۔اسی طرح تصدق بھائی جب اس سے آپا کے بارے میں پوچھتے ہیں تو وہ اس پر بھی اپنی جھنجھلاہٹ کا اظہار کرتی ہے۔اس کردار کے اندر زندگی کی حرکت اور حرارت موجود ہے۔اپنی نفرت،غصے،مسرت کا اظہار کرتی نظر آتی ہے۔اسے آپا کا خاموش رویہ بھی پریشان کرتا ہے۔اس کی رائے اور ارادے کا اظہار متن میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔

اسی طرح بدو کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس کی عمر چھ سات سال ہے۔اس عمر کا بچہ کچھ الفاظ کی ادائیگی میں مسائل کا شکار ہو سکتا ہے۔افسانے کے شروع میں وہ لفظ" بیاہ" کی جگہ "باہ" استعمال کرتا ہے۔بعد ازاں وہ ایک موقعے پر اس لفظ کو درست تلفظ کے ساتھ بولتا ہے۔لیکن افسانے کے اختتام پر جب یہ اس کا جسمانی نقص بھی نہیں ہے کیونکہ متن میں وہ اس کو درست تلفظ کے ساتھ بھی بول چکا ہے۔اگر وہ لاڈ کی وجہ سے الفاظ کو بگاڑ کر بولتا ہے تو بھی اس لفظ کے علاوہ کسی اور تلفظ کی ادائیگی میں اس کا لاڈ پیار سامنے نہیں آتا۔

افسانے میں بدو کا کردار بھی تضادات کا حامل ہے۔اس کا نام" بدو"بذات خود الجھاؤ پیدا کر رہا ہے۔بدو کو اگر دوسرا تلفظ دیں تو وہ بُدو بھی ہے یعنی بے وقوف۔متن میں کہیں بھی اس کا اصلی نام سامنے نہیں آیا۔اسے" بِدو"کہا جائے یا"بُدو"،کیونکہ متن میں اس کی جتنے بھی مکالمے پیش ہوئے ہیں اُس سے وہ ایک "بُدو" کردار کے طور پر سامنے آتا ہے۔خصوصاً تصدق بھائی کے ساتھ اُس کے مکالموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسے آسانی سے بُدو بنایا جا سکتا ہے۔یہ ایک دلچسپ کردار ہے اور اس سے افسانے کی فضا میں مزاح کی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جس عہد میں یہ افسانہ لکھا گیااس عہد کے بہت سے افسانہ نگاروں کے ہاں ایسے کردار ملتے ہیں۔ بڑے اور چھوٹے کرداروں کے درمیان تضاد اس زمانے کا شاید رواج تھا۔مثال کے طور پر پریم چند کے افسانہ "عید گاہ" میں حامد کا کردار،اور احمد ندیم قاسمی کے افسانے "پرمیشر سنگھ" میں اختر کا کردار بھی اسی نوعیت کے ہیں۔ یہ چھوٹے کردار بے عقل بھی ہیں لیکن افسانہ نگار جہاں ان سے عقل کی بات کرانا چاہتا ہے کرالیتا ہے۔افسانے میں اس کی عمر چھ سات سال بتائی جا رہی ہے۔ متن اس کی عمر کے حوالے سے اس کی کم فہمی کو بھی ظاہر کرتا ہے، مثلاً جلے ہوئے اُپلے کو دیکھ کر اسے اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ اس کے اندر چنگاری ہے۔تاہم ایک اور جگہ متن ہمیں بتاتا ہے کہ اسے تصدق بھائی کے آپا کے حوالے سے جذبات کا بھی علم ہے۔اس لیے وہ کہتا ہے:

دوبولا،''ہم تو چھاجو باجی سے بیاہ کریں گے۔ "

انہہ!'' بھائی صاحب کہنے لگے۔''

بدو چیخنے لگا،''میں جانتا ہوں تم آپا سے بیاہ کروگے "۔8

ردِ تشکیلی مطالعے میں، بائنری اپوزیشنز (اضدادی جوڑے) کے ذریعے متن کا مطالعہ بہت گہرائی سے کیا جاتا ہے۔یہاں بائنریز سے مراد تصورات کے ایسے جوڑے ہیں جو عام طور پر ایک دوسرے کی ضد سمجھے جاتے ہیں، جیسے حاضر اور غائب، مرد اور عورت، نیکی اور بدی وغیرہ۔دریدا نے ان اضدادی جوڑوں سے معنی کے التوا کے تصور کو متعارف کروایا۔یعنی الفاظ اور تصورات کا کوئی موروثی معنی نہیں ہوتا لیکن دوسرے الفاظ سے ان کا فرق ظاہر کر کے معنی حاصل ہوتے ہیں۔ معنی کا یہ التوا ان بائنریز کو غیر مستحکم بناتا ہے کیونکہ معنی ہمیشہ تبدیلی کے عمل سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔اس افسانے میں بائنریز کے جو جوڑے سامنے آتے ہیں ان میں پہلا صنفی (مرد اور عورت) کردار کا جوڑا ہے۔پدرسری سماج کے قاعدے اور اصول متعین ہوتے ہیں۔ایسے سماج میں مرد اپنی مرضی کے فیصلے کرتا ہے۔ جیسے تصدق بھائی نے آپا کی بجائے ساجدہ کو اپنا لیا۔یہاں مرد کی حاکمیت نظر آتی ہے۔ لیکن دوسری طرف یہی حاکمیت چیلنج ہو رہی ہے۔افسانے میں سجادہ کے والد کا حقے کے علاوہ کوئی رول نہیں ہے۔اس کی ماں جب اس کے سامنے اپنی رائے قائم کرتی ہے تو فوراً اپنے موقف سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

"ادھر ابا بدستور بڑبڑا رہے تھے،''چار پانچ دن سے دیکھ رہا ہوں کہ فیرنی میں قند بڑھتی جا رہی ہے۔'' صحن میں اماں دوڑی دوڑی آئیں اور آتے ہی ابا پر برس پڑیں، جیسے ان کی عادت ہے۔''آپ تو ناحق بگڑتے ہیں۔آپ ہلکا میٹھا پسند کرتے ہیں تو کیا باقی لوگ بھی کم کھائیں؟ اللہ رکھے گھر میں جوان لڑکا ہے اس کا تو خیال کرنا چاہئے۔''ابا کو جان چھڑانی مشکل ہو گئی''، کہنے لگے،''ارے یہ بات ہے مجھے بتا دیا ہوتا میں کہتا ہوں سجادہ کی ماں۔''9

دوسری بائنری حاکمیت بمقابلہ ماتحتی کی ہے۔افسانے میں آپا کی اتھارٹی دکھائی گئی ہے لیکن معاشرتی اصول اس کے خلاف ہیں۔اس کا سماجی دائرہ بہرحال مرد کی اتھارٹی کو مانتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بظاہر اس گھر کی زندگی خوش گوار دکھائی گئی ہے لیکن پورے ماحول میں ایک عدم طمانیت اور اداسی ہے۔سب سے زیادہ اس تضاد کا سامنا آپاہی کو کرنا پڑتا ہے۔ایک ہنستے بستے گھر میں رہنے کے باوجود وہ غمگیں رہتی ہے۔سماجی دائرہ اس کی خواہشات کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔پھر اس کی ایگو بھی اتنی طاقت ور نہیں ہے کہ اس کا کوئی ممکنہ حل تجویز کر سکے۔مثال کے طور پر عصمت چغتائی کے افسانہ " لحاف " کی مرکزی کردار اپنی اڈ کی خواہشات کی تکمیل کے لیے ہم جنسیت پرستی کا راستہ اختیار کر لیتی ہے۔اسی طرح منٹو کے افسانہ بلاؤز میں بھی اڈ دوسری سمت اختیار کر لیتی ہے۔

تیسری بائنری روایت اور جدت کی ہے۔آپا کے کردار میں روایت کی پابندی ہے لیکن اس میں کہیں نہ کہیں جدیدت کے لطیف اثرات بھی ہیں۔وہ نئی چیزیں اپنانے کی کوشش کرتی ہے، مثلاً وہ خود کو تصدق کے مزاج کے مطابق ڈھالنا چاہتی ہے۔تاہم دوسری طرف وہ اس ماسک (Persona) سے باہر بھی نہیں نکلتی جو اس نے اپنے خاندان کے سامنے بنایا ہوا ہے۔ماں کے ہوتے ہوئے بھی وہ گھر میں غالب کردار ہے۔گھریلو معاملات میں وہ اتھارٹی ہے۔کھانے کے ذائقے کا تعین ہو یا اس کا مزید تعلیم حاصل کرنے کا معاملہ وہ اپنی مرضی کی مالک ہے۔اسی لیے تصدق بھائی کے کہنے پر وہ فیرنی کا میٹھا زیادہ کر دیتی ہے۔اُن کی پسند کا فروٹ سلاد بنانے کی روزانہ مشق کرتی ہے۔کسی سے اجازت لیے بغیر ساحرہ سے '' ہارٹ بریک ہاؤس ''منگوا لیتی ہے۔ان تمام امور سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس پر گھر کے چھوٹوں سے لے کر بڑوں تک سب اعتماد کرتے ہیں اور کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوتی۔

اسی طرح افسانے میں اظہاریت اور عدم اظہاریت کی بائنری بھی ہے۔ متن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپا کے علاوہ باقی سب کردار اظہاریت پسند ہیں۔حتٰی کہ ابا بھی جو کہانی کے بہت کم مناظر میں سامنے آتے ہیں، کھل کر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً فیرنی میں میٹھا زیادہ ہونے پر بھی وہ اپنی ناگواری کا اظہار اس طرح سے کرتے ہیں

"شام کو ابا کھانے پر بیٹھے ہوئے چلا اٹھے،''آج فیرنی میں اتنی شکر کیوں ہے ؟ قند سے ہونٹ چپکے جاتے ہیں۔ سجادہ! سجادہ بیٹی کیا کھانڈ اتنی سستی ہو گئی ہے۔ایک لقمہ نگلنا بھی مشکل ہے۔''01

اسی طرح ساحرہ کے گھر سے برتنوں کے بجنے کی آواز پر بھی اپنی کیفیات کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف آپا کا کردار ایک ایسا روایتی کردار ہے جو اپنے جذبات کا اظہار بالکل نہیں کرتی۔

دریدا نے ردِ تشکیلی فلسفے میں difference (تفریق) اور differance(التوا) کے تصورات پیش کیے ہیں، جو کسی بھی زبان کے الفاظ اور ان کے معنی کے بارے میں ایک نئی فکر کو سامنے لاتے ہیں۔ تصور التوا سے مراد یہ ہے کہ الفاظ کا مفہوم کبھی بھی مکمل نہیں ہوتا۔ کسی بھی لفظ کا معنی اس کے کسی دوسرے لفظ سے تعلق کی بنا پر ظاہر ہوتا ہے، اسی طرح وہ لفظ اپنے معنی کے لیے کسی اور لفظ پر منحصر ہوتا ہے۔ یوں یہ ایک نہ ختم ہونے والی زنجیر بن جاتی ہے جس کا کوئی حتمی یا مقررہ نقطہ نہیں ہوتا۔ اس افسانے میں آپا کا نام جو کہ ایک علامت بھی ہے، اس کے معنی بڑی بہن کے ہیں۔ دوسرے معنوں میں یہ بڑا ہونے کو ظاہر کرتا ہے اور بڑے کی اتھارٹی بھی ہوتی ہے۔ "بڑا" بھی ہے اور "اتھارٹی" بھی ہے تو یہ چیز اس پر بوجھ کے معنوں میں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ بوجھ ایسا بھی ہو سکتا ہے جو برداشت سے باہر ہو۔ روایات کا بوجھ، اور امور خانہ داری کا بوجھ ہے۔ روایات کے اسی بوجھ کی وجہ سے وہ تصدق بھائی کو پسند کرنے کے باوجود اظہار نہیں کر پاتی۔ متن سے اس کا طبعی اظہار تو سامنے آتا ہے لیکن وہ بول نہیں پاتی۔ یہاں تک کہ وہ کسی بھی معاملے میں پہل نہیں کرتی۔ لفظ آپا کا ایک اور معنی بھی ہے ، اپنے آپ میں رہنے والا، جسے خود پرستی کے معنوں میں بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو پوری کہانی میں یہ کردار اپنے آپ میں ہی گم ہے۔

متن میں واقعاتی، نفسیاتی اور کرداری سطح پر کچھ گیپس موجود ہیں۔ مثلاً کہانی کے آخر پر ساجدہ باجی اور تصدق بھائی کی عدم مطابقت اور شادی کے بعد ان کی شخصیت میں آنے والی ناخوشگوار تبدیلیوں کی وجہ نہیں معلوم ہو سکی۔ کیا اس کی وجہ ان کے مزاجوں کی عدم مطابقت ہے یا ان دونوں کے مابین ناچاقی کی وجوہات کچھ اور ہیں؟ اسی طرح یہ بات بھی معلوم نہیں ہو سکی کہ کیا اُس کے اور رشتے آ بھی رہے کہ نہیں؟ یا وہ تصدق بھائی کے علاوہ کسی اور سے شادی ہی نہیں کرنا چاہتی اسی طرح کرداری سطح پر بھی کچھ گیپس سامنے آتے ہیں۔ خود آپا کے کردار کے اندر بہت سی پیچیدگیاں اور تضادات ہیں۔ آپا کا گھریلو معاملات میں مکمل کنٹرول ہے لیکن پھر بھی وہ ساجدہ والے معاملے میں خاموش ہے۔ ساجدہ اس کے گھر میں رہتے ہوئے اس کی نظروں کے سامنے اس کی جگہ لے لیتی ہے تاہم وہ کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرتی۔ اسی طرح تصدق بھائی کی آپا کے لیے پسندیدگی کا اظہار شروع سے نظر آتا ہے۔ وہ بِدو سے آپا کے متعلق باتیں پوچھتے نظر آتے ہیں، کبھی ترنگ میں آکر آپا کے لیے گنگنا بھی لیتے ہیں لیکن جوں ہی انھیں ایک اور آپشن نظر آتا ہے وہ اس کی طرف ملتفت ہو جاتے ہیں۔

متن میں علامتوں کے استعمال کے ذریعے بھی گہری معنویت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔بہت سی اشیاء کو علامت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔، مثلاً جلے ہوئے اوپلوں، سلگتے ہوئے اوپلوں، دبی ہوئی چنگاری بھیگی بلی کی علامتیں آپا کی شخصیت کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوئی ہیں۔اسی طرح بجلی کے جلنے بجھنے، شطرنج کھیلنے اور چڑیا کھیلنے کی علامتیں بھی متن میں استعمال ہوئی ہیں۔یہ سب علامتیں کرداروں کی اندرونی پیچیدگیوں کو ظاہر کرتی ہیں، جن کے استعمال سے متن کثیر المعنی ہو جاتا ہے۔۔منشا یاد ممتاز مفتی کے افسانوں کی کردار نگاری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''مفتی کا فن کردار کے نفسیاتی مطالعے اور اس کی تحلیل نفسی کے ذریعے سچ کی دریافت کرتا ہے۔''11

ہارٹ بریک ہاؤس" کا کوڈ افسانے میں کئی دفعہ دہرایا جاتا ہے۔یعنی متن نے شروع سے اس بات کا اشارہ دینا شروع کر دیا تھا کہ کہانی کا انجام المیہ ہے۔آخری چند سطریں پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کرداروں میں سے کوئی بھی خوش نہیں ہے۔نہ تصدق بھائی اور ساجدہ جنھوں نے اپنی قسمت کا فیصلہ خود کیا تھا اور نہ آپا جس کو اس ساری صورت حال میں سب سے زیادہ جذباتی بحران سے دوچار ہونا پڑا ہے۔یہاں تک کہ چھوٹا بدو بھی آخر پہ اپنی ناخوشی کا اظہار کرتا ہے۔وہ لاشعوری طور پر اس ساری صورت حال سے متاثر ہوا ہے اس لیے اس کا "باہ" کرنے کا بیانیہ بدل کر اب "باہ نہ کرنے" میں تبدیل ہو چکا ہے۔

مجموعی طور پر ممتاز مفتی نے اس افسانے میں عورت کے روایتی کردار کی جنسی پیچیدگیوں کو بیان کیا ہے۔سماج میں عموماً جنس کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے خاص طور پر عورت کی اس جبلی خواہش کو معاشرہ تسلیم ہی نہیں کرتا۔دوسری طرف اس معاشرتی رویے کو طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ شادی محض جبلی خواہشات کی تسکین کا نام نہیں ہے۔اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ دو لوگ اپنی اڈ کی تسکین کا سامان تو کر لیتے ہیں لیکن انھیں ساری زندگی عدم مطابقت اور ذہنی ہم آہنگی کے فقدان کا سامنا رہتا ہے۔کہانی کے ردِ تشکیلی مطالعے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس افسانے میں سماجی اقدار کو طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے جن کو متن میں اضدادی جوڑوں کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے۔کہانی کا موضوع اس کے فن پر حاوی نظر آتا ہے۔

حوالہ جات

1۔نصرت منیر شیخ، مفتی کے افسانے، مشمولہ: مفتی جی، مرتب: ابدال بیلا، لاہور، فیروز سنز، 1998ء، ص575
2۔عارف، نجیبہ۔ممتاز مفتی کا فکری ارتقا (مقالہ برائے پی ایچ ڈی)، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی 2002ء) ص258

3۔ مفتی، ممتاز۔ان کہی(لاہور:الفیصل ناشران وتاجران،2014ء)ص09

4۔ایضاً،ص13

5۔ایضاً،ص ص11-12

6۔ایضاً،ص11

7۔ایضاً،ص21

8۔ایضاً،ص13

9۔ایضاً،ص15-16

10۔ایضاً،ص15

11۔بیلا،ابدال۔ مفتی جی،(لاہور: فیروز سنز،1998ء)ص548

References:

1. Nasrat Munir Sheikh, 'The Stories of Mufti', included in: Mufti Ji, compiled by Abdal Bela, Lahore, Feroz Sons, 1998, p. 575.
2. 2. Aref, Najiba. The Intellectual Evolution of Mumtaz Mufti (Article for Ph.D.), (Islamabad: Allama Iqbal Open University, 2002) p. 582.
3. 3. Mufti, Mumtaz. 'An Kehhi' (Lahore: Al-Faisal Publishers and Traders, 2014) p. 09.
4. 4. Ibid, p. 13.
5. 5. Ibid, pp. 11-12.
6. 6. Ibid, p. 11.
7. 7. Ibid, p. 21.

8. 8. Ibid, p. 13.

9. 9. Ibid, pp. 15-16.

10. 10. Ibid, p. 15.

11. 11. Bela, Abdal. 'Mufti Ji', (Lahore: Feroz Sons, 1998) p. 548.